

ایک رکعت وتر کا تحقیقی جائزہ

رمضان المبارک

فضائل و مسائل

مولانا محمد الیاس رحمان



ایک رکعت وتر کا تحقیقی جائزہ

غیر مقلدین ایک رکعت وتر پڑھتے ہیں اور دلیل کے طور پر چند احادیث پیش کرتے ہیں۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ ان کے موقف کی حقیقت کیا ہے؟

دلیل نمبر 1: حدیث عائشہ بروایت سعد بن ہشام:

حضرت سعد بن ہشام انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: أنبئینی عن وتر رسول اللہ {صلی اللہ علیہ وسلم} فقالت کنا نعد له سواکة وطهوره فیبعثه الله متی شاء أن یبعثه من اللیل فیتسوک ویتوضأ ویصلی تسع رکعات لا یجلس فیها إلا فی الثامنة.... الخ

(صحیح مسلم ج 1 ص 256)

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں بتلائیے، فرمایا: ہم آپ کے لیے مسواک اور پانی تیار کر رکھتے تھے، رات کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ آپ کو بیدار کرتے تو آپ مسواک کرتے، وضو کرتے اور نور کعتیں پڑھتے، ان میں صرف آٹھویں رکعت پر بیٹھتے، پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، حمد و ثناء کرتے، دعا مانگتے، پھر اس طرح سلام پھیرتے کہ ہمیں سن جاتا، پھر سلام کے بعد دو کعتیں بیٹھ کر پڑھتے پس یہ کل گیارہ رکعتیں ہوتی، پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سن رسیدہ ہو گئے اور بدن بھاری ہو گیا، تو سات رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔

اور دو کعتیں اس طرح پڑھتے تھے جس طرح پہلے پڑھا کرتے تھے پس یہ

کل نو کعتیں ہوئیں۔

طرز استدلال:

پہلے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نور کعتیں پڑھتے تھے، ان میں صرف آٹھویں رکعت پر قعدہ فرماتے تھے اور نویں رکعت پر سلام پھیرتے تھے، اور آخری زمانے میں سات و تر پڑھتے تھے، ان میں چھٹی رکعت پر بغیر سلام قعدہ کرتے اور ساتویں رکعت پر سلام پھیرتے تھے معلوم ہوا کہ وتر ایک رکعت ہے۔

جواب:

قارئین کرام! آپ نے غیر مقلدین کی دلیل دیکھی لی اور ان کا طرز استدلال بھی ملاحظہ کر لیا۔ اب آئیے اس کا جائزہ لیتے ہیں: مذکورہ حدیث اسی سند سے سنن نسائی ج 1 ص 248، موطا امام محمد ص 151 طحاوی شریف ج 1 ص 137 مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 295 دار قطنی ج 1 ص 175 اور بیہقی ج 3 ص 31 پر ان الفاظ سے مروی ہے:

كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يسلم في ركعتي الوتر

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

اور مستدرک حاکم ج 1 ص 304 میں یہی حدیث ان الفاظ سے ہے: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يسلم الا في آخرهن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین و تر پڑھا کرتے تھے اور صرف ان کے آخر میں سلام پھیرا کرتے تھے۔

مسند احمد ج 6 ص 156 میں سعد بن ہشام کی یہی حدیث ان الفاظ میں ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صلى العشاء دخل المنزل ثم صلى ركعتين ثم صلى بعدهما ركعتين اطول منهما ثم اوتر بثلاث لا يفصل بينهما ثم صلى ركعتين وهو جالس۔

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز عشاء سے فارغ ہو کر گھر میں

تشریف لاتے تو پہلے دو رکعتیں پڑھتے پھر دو رکعتیں ان سے طویل پڑھتے پھر تین رکعتیں (وتر) پڑھتے ایسے طور پر کہ ان کے درمیان سلام کا فاصلہ نہیں کرتے تھے، پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

ملحوظہ:

یہ ایک ہی راوی کی روایت کے مختلف الفاظ ہیں، ان تمام طرق و الفاظ کو جمع کرنے سے درج ذیل امور واضح ہو جاتے ہیں:

- 1: سعد بن ہشام کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل گیارہ رکعتیں ادا کرتے تھے، جن میں وتر اور وتر کے بعد کے دو نفل بھی شامل تھے۔
- 2: ہر دو رکعت پر قعدہ کرتے تھے۔
- 3: ان میں تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں۔
- 4: وتر کی دو رکعتوں پر قعدہ کرتے تھے، مگر سلام نہیں پھیرتے تھے۔
- 5: وتر کے بعد بیٹھ کر دو نفل پڑھتے تھے۔

خلاصہ کلام:

روایت بالا میں وتر سے پہلے اور بعد کے نوافل کو ملا کر ذکر کر دیا گیا، جس کی وجہ سے اشکال پیدا ہوا ہے حالانکہ سائل کا سوال صلوٰۃ اللیل کے بارے میں نہیں بلکہ وتر کے بارے میں تھا، اسی لیے جواب میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے صلوٰۃ اللیل کی رکعات کو تو اجمالاً بیان فرمایا اور ان رکعات میں سے جو رکعات وتر کی تھیں ان کی تفصیل بیان فرمائی کہ آٹھویں رکعت پر جو وتر کی دوسری رکعت تھی قعدہ فرماتے تھے مگر سلام نہیں پھیرتے تھے اور نویں رکعت پر جو وتر کی تیسری رکعت تھی، سلام پھیرتے تھے۔

تعمیر: صحیح مسلم میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا جو یہ ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور کعتیں پڑھتے تھے ان میں نہیں بیٹھتے تھے مگر آٹھویں رکعت میں پس ذکر و حمد اور دعا کے بعد اٹھ جاتے تھے اور سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ نویں رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔ (صحیح مسلم ج 1 ص 256)

اس روایت کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ان آٹھ رکعتوں میں قعدہ ہوتا ہی نہیں تھا۔ کیوں کہ یہ مضمون خود امی عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی احادیث کے خلاف ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ آٹھویں رکعت پر بغیر سلام کے جو قعدہ فرماتے تھے، پہلی رکعتوں میں اس طرح کا قعدہ نہیں فرماتے تھے بلکہ ماقبل کی رکعتوں میں ہر دو گانہ پر سلام پھیرتے تھے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے سعد بن ہشام کی مختلف روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے ان میں اب کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا، اگر ایک ہی راوی کی روایت ایک ہی سند مختلف الفاظ میں مروی ہو تو اس کو مختلف واقعات پر محمول کر کے یہ سمجھ لینا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایسا کرتے ہوں گے، اور کبھی ایسا کرتے ہوں گے یہ طرز فکر درست نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک واقعہ کی مختلف تعبیرات ہیں، ایک ہی واقعہ کو نقل کرنے والے جب مختلف الفاظ اور مختلف انداز میں نقل کر دیں تو وہ متعدد واقعات نہیں بن جاتے۔

دلیل نمبر 2: حدیث عائشہ بروایت عروہ بن زبیر:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے خواہر زادہ سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ام المؤمنین سے روایت کرتے ہیں:

كان يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُؤْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا

اضطجع على شِقِّهِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمَوْءِدُّ، فَيَصِلِي رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

(صحیح مسلم ج 1 ص 253)

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے، ان میں سے ایک رکعت سے وتر کیا کرتے تھے۔

جواب:

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے وتر سے متعلق مختلف روایات مروی ہیں، مثلاً: طحاوی ج 1 ص 138، پر موجود روایت کے الفاظ یہ ہیں: کان یصلی باللیل ثلاث عشر رکعة ثم یصلی اذا سمع النداء رکعتین خفیفتین۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، جب کہ پہلی روایت میں گیارہ رکعات کا ذکر ہے تو ہم اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ان روایات میں نہ کوئی تعارض ہے نہ ہی متعدد واقعات پر محمول ہیں، بلکہ یہ ایک ہی واقعہ کی مختلف تعبیرات ہیں۔

جس روایت میں یہ ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت پڑھتے تھے ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت سے وتر کیا کرتے تھے، اس میں دو حکم الگ الگ بیان کیے گئے ہیں: 1: ہر دو رکعت پر قعدہ کرنا: 2: ایک رکعت کو ما قبل کے دو گانہ سے ملا کر وتر بنانا، ان دو حکموں میں سے پہلا حکم وتر سے قبل آٹھ رکعتوں سے متعلق ہے اور دوسرا حکم وتر کی تین رکعات سے متعلق ہے لہذا روایت بالا کا یہ مطلب نہیں کہ وتر کی تنہا ایک رکعت پڑھتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ گیارہویں رکعت کو ما قبل دو گانہ سے ملا کر وتر بناتے تھے۔ ہماری اس توجیہ پر دو قرینے پیش خدمت ہیں۔

قرینہ نمبر 1:

خود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ متواتر روایات جن میں تین رکعات وتر کی صراحت ہے، مثلاً:

1: ثم یصلی ثلاثاً

(صحیح بخاری ج 1 ص 154، صحیح مسلم ج 1 ص 254، سنن ابوداؤد ج 1 ص 189)

2: عن سعد بن هشام ان عائشة حدثته ان رسول الله صلى الله عليه

وسلم كان لا یسلم فی رکعتی الوتر (سنن نسائی ج 1 ص 248، موطا امام محمد ص 151)

3: عن عمرة عن عائشة رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

كان یوتر بثلاث یقرأ فی الركعة الاولى بسبح اسم ربك الاعلیٰ... الخ

(مستدرک حاکم ج 1 ص 305)

قرینہ نمبر 2:

خود سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا تین رکعت پر فتویٰ موجود ہے:

عن ابی الزناد عن السبعة سعید ابن السیب وعروة بن الزبیر والقاسم

بن محمد... ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی آخرهن... (سنن طحاوی ج 1 ص 145)

دلیل نمبر 3: حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک رات اپنی خالہ ام المؤمنین

میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اسی مقصد کے لیے قیام کیا تھا، کہ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کے قیام کا مشاہدہ کریں۔

یہ روایت مختلف طرق والفاظ سے مروی ہے، ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فَمَثَّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ

وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَلَى
يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رُكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا
نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَدِّنُ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأَ. (صحیح بخاری ج 1 ص 97)

اس کے تین جواب ہیں۔

جواب 1:

اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والمحاصل أن قصة مبيت ابن عباس يغلب على الظن عدم تعددها
فلهذا ينبغي الاعتناء بالجمع بين مختلف الروايات فيها ولا شك أن الأخذ بما
اتفق عليه الأكثر والأحفظ أولى مما خالفهم فيه من هو دونهم ولا سبباً أن زاد
أو نقص. (فتح الباری ج 2 ص 388 طبع مصر)

الحاصل: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کاشانہ نبوت میں رات گزارنے کا واقعہ
غالب خیال یہ ہے کہ ایک ہی بار کا ہے، اس لیے اس سلسلے میں جو مختلف روایات وارد
ہیں ان کو جمع کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے اور کوئی شک اس حصہ کو لینا نہیں کہ جس پر
اکثر اور احفظ متفق ہوں وہ اولیٰ ہوگا، بہ نسبت اس حصہ کے جس میں اختلاف ہو اور
ان راویوں کے جو ان سے فروتر ہوں، خصوصاً جہاں کمی یا زیادتی ہو۔

جواب 2:

خود سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تیر رکعت وتر کی صراحت ہے، مثلاً:

1: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے علی بن عبد اللہ کی روایت
ہے: ثم اوتر بثلاث. (صحیح مسلم ج 1 ص 261، سنن طحاوی ج 1 ص 140)

2: یحییٰ بن الجزار کی روایت ہے: كان يصلي من الليل ثمان ركعات ويوتر

بثلاث و یصلی رکعتین قبل صلوٰۃ الفجر۔ (سنن نسائی ج 1 ص 149)

3: کریب مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے:

فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین بعد العشاء ثم رکعتین
ثم رکعتین ثم رکعتین ثم اوثر بثلاث۔ (سنن طحاوی ج 1 ص 141)

جواب 3:

خود سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اپنا فتویٰ تین رکعت وتر کا ہے جیسا
کہ حضرت ابو منصور فرماتے ہیں: سألت ابن عباس رضی اللہ عنہما عن الوتر فقال
ثلاث۔ (سنن طحاوی ج 1 ص 141)

خلاصہ کلام:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما قصہ کی تمام روایات کو جمع کیا جائے، تو ان میں
متعدد روایات میں تین وتر کی تصریح ہے، اور باقی روایات اس کے لیے محتمل ہیں اس
لیے ان روایات کو بھی تین ہی وتر پر محمول کیا جائے گا، ان کو الگ الگ واقعات پر
محمول کر کے وتر کی مختلف صورتیں قرار دینا کسی طرح بھی صحیح نہیں، جیسا کہ حافظ ابن
حجر رحمہ اللہ کے حوالے سے گزر چکا ہے یہ ایک ہی واقعہ کی مختلف تعبیرات ہیں، ان
مختلف تعبیرات سے نہ تو کئی واقعات کو کشید کرنا درست ہے نہ ہی جواز وتر کی مختلف
صورتیں پیدا کرنے کی سعی کرنا ٹھیک ہے۔

دلیل نمبر 4: حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یحییٰ جزار کی روایت ہے:

كان یصلی من اللیل احدی عشرۃ رکعتۃ فلما کبر وضع اوثر بسبع۔

(جامع الترمذی ج 1 ص 60، سنن نسائی ج 1 ص 251)

جواب:

یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مطابق ہے، اور ما قبل میں یہ تصریح گزر چکی ہے کہ ان میں آٹھ رکعتیں نوافل کی اور تین وتر کی ہوتی تھیں مگر مجموعہ صلوٰۃ اللیل کو لفظ وتر سے تعبیر کر دیا گیا، جیسا کہ خود امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے ذیل میں امام اسحاق بن ابراہیم سے اس کی تصریح نقل کرتے ہیں:

انما معناہ انہ کان یصلی من اللیل ثلاث عشرۃ رکعۃ مع الوتر فنبست صلوٰۃ اللیل الی الوتر۔
(جامع الترمذی ج 1 ص 60)

دلیل نمبر 5: حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما:

صحیحین میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ان رجلا سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صلوٰۃ اللیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ فاذا خشی احدکم الصبح صلی رکعۃ واحده تو تر لہ ما قد صلی۔
(صحیح بخاری ج 1 ص 136، صحیح مسلم ج 1 ص 257)

اسی طرح صحیح مسلم میں سیدنا ابن عباس اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے: الوتر رکعۃ من آخر اللیل۔
(صحیح مسلم ج 1 ص 257)
اس کے تین جواب ہیں۔

جواب 1:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وتعقب بانہ لیس صرد کافی الفصل فیحتمل ان یرید بقولہ صلی رکعۃ واحده ای مضافۃ الی رکعتین مما مضی۔
(فتح الباری شرح صحیح بخاری ج 2 ص 385)

ترجمہ: یہ حدیث ایک رکعت کے الگ پڑھنے پر صریح نہیں، کیوں کہ احتمال ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہو کہ گزشتہ دور کعتوں کے ساتھ ایک اور رکعت ملا کر تین وتر پڑھے۔

وجہ یہ ہے کہ وتر (طاق) ہونا آخری رکعت پر موقوف ہے، جس کے ذریعے نمازی اپنی نماز کو وتر (طاق) بنائے گا، اس کے بغیر خواہ ساری رات بھی نماز پڑھتا رہے اس کی نماز وتر نہیں بن سکتی اس حقیقت کے اظہار کے لیے ایک دوسری تعبیر یہ اختیار فرمائی گئی الوتر رکعة من آخر الليل وتر ایک رکعت ہے رات کے آخری حصہ میں۔

جواب 2:

الوتر رکعة من آخر الليل بالکل ایسے ہی ہے جیسے حج کے بارے میں فرمایا گیا ہے الحج عرفة۔ (جامع الترمذی ج 1 ص 178)

اس کا مطلب یہ ہے کہ وقوف عرفات کے بغیر حج کی حقیقت متحقق نہیں ہوتی، لیکن اس جملہ سے کوئی عاقل و سمجھ دار آدمی یہ مطلب ہرگز نہیں لے گا کہ حج کی پوری حقیقت بس وقوف عرفہ ہی ہے اس کے لیے نہ احرام کی ضرورت ہے اور نہ دوسرے مناسک کی، بعینہ اسی طرح الوتر رکعة من آخر الليل کا مطلب یہ ہے کہ ما قبل کی نماز کے ساتھ جب تک ایک رکعت کو نہ ملایا جائے تب تک وتر کی حقیقت متحقق نہیں ہوگی اس فرمان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وتر کی پوری حقیقت ہی بس ایک رکعت ہے، اسی مفہوم کو دوسرے پیرائے میں یوں تعبیر کیا گیا ہے۔

صلوة الليل مثنیٰ مثنیٰ فاذا خشى احدكم الصبح صلى ركعة واحدة
توتر له ما قد صلى۔

اس فرمان پاک کا واضح مطلب اور بے غبار مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ رات کو دو رکعت نماز پڑھنی چاہیے جب صبح کے طلوع ہونے کا اندیشہ ہو تو

آخری دو گانہ کے ساتھ ایک رکعت اور ملائے، جس سے اس کی نماز وتر بن جائے گی۔

جواب 3:

خود سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک بھی وتر کی تین رکعتیں ہیں سیدنا عامر الشیبی فرماتے ہیں: سألت ابن عمر وابن عباس رضی اللہ عنہم کیف کان صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فقالا ثلاث عشرة رکعة ثمان ویوتر بثلاث، ورکعتین بعد الفجر۔ (سنن طحاوی ج 1 ص 136)

دلیل نمبر 6: حدیث ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ:

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل۔ (سنن ابوداؤد ج 1 ص 208)

اس کے دو جواب پیش خدمت ہیں۔

جواب 1:

محدثین کرام کے ہاں اس روایت پر کلام ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے یا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ التلخیص الجیر ج 2 ص 13 پر لکھتے ہیں: وصح ابو حاتم والذہلی والدارقطنی فی العلل والبیہقی وغیر واحد وقفہ وهو الصواب۔

ابو حاتم، ذہلی دارقطنی، نے علل میں اور بہت سے حضرات نے اس کو موقوفاً صحیح کہا اور یہی درست ہے۔

یعنی صحیح اور درست بات یہ ہے کہ روایت بالا سیدنا ابو ایوب انصاری رضی

اللہ عنہ کا ذاتی قول ہے، حدیث مرفوعہ کی حیثیت سے صحیح نہیں ہے۔

جواب 2:

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ہو معمول علی انه کان قبل استقراءہا لان الصلوة المستقره لا یخیر فی اعداد رکعاتہا۔

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری ج 5 ص 215)

اس پر قرینہ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت کے یہ الفاظ ہیں: قال: الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس رکعات فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل ومن لم یستطع الا ان یومی اجماء فلیفعل۔

(مصنف عبدالرزاق ج 2 ص 295 رقم 4645 باب کم الوتر عمدة القاری ج 5 ص 245)

خلاصہ کلام:

مذکورہ حدیث اول تو مرفوعہ نہیں ہے، بلکہ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ذاتی قول ہے دوم، اس میں اضطراب ہے، بعض روایتوں میں پانچ تین ایک کا ذکر ہے بعض میں صرف ایک کا اور بعض میں اشارہ تک کی اجازت دی گئی ہے، ایسی صورت میں یہ کہنا انتہائی مشکل ہے کہ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے۔

دلیل نمبر 7: حدیث امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وتر ایک رکعت پڑھتے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات بتائی گئی تو آپ نے کیا جواب دیا؟ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: عن ابن ابی ملیکة قیل لابن عباس رضی اللہ عنہما هل لك فی امیر

المومنین معاویة فانه ما اوتر الا بواحدة قال اصاب انه فقيه.

(صحیح بخاری ج 1 ص 531)

اور ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں دعہ فأنه قد صحب
معلوم ہوا کہ ایک رکعت وتر کا جواز صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

جواب:

یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذاتی اجتہاد تھا صحیح حدیث کی رو سے مجتہد کو
خطا پر بھی اجر ملتا ہے۔

2: یہ عمل صحابی ہے جو تمہارے نزدیک حجت نہیں۔ (نزل الابراہ ص 101)

3: اس حدیث کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اس وقت ماحول ایک رکعت پڑھنے کا
نہیں بلکہ تین رکعت پڑھنے کا تھا ورنہ دیکھنے والا کبھی اعتراض نہ کرتا۔

4: علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دعہ ای اترك القول فيه والانكار عليه
(عمدة القاری شرح صحیح البخاری ج 11 ص 466)

5: علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: واما قوله دعہ فأنه قد صحب
وقوله اصاب انه فقيه معناه اصاب في زعمه لانه مجتهد واراد بذلك زجر
التابعين الصغار عن الانكار على الصحابة الكبار لا سيما على الفقهاء
المجتهدين منهم۔ (امانی الاخبار ج 4 ص 252)

6: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل جب مشہور ہوا تو سیدنا ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے بڑی شدت سے اس کا انکار فرمایا۔ (سنن طحاوی ج 1 ص 203)

آخری بات:

حقیقت میں وتر ایک رکعت نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محض ایک رکعت وتر پڑھنا کسی بھی صحیح حدیث سے بالکل ثابت نہیں۔

1: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ التلخیص الجبیر میں امام رافعی کے حوالے سے حافظ ابن صلاح کا یہ قول نقل کرتے ہیں: لانعلم فی روایات الوتر مع کثرتها انه عليه الصلوة والسلام او تر بواحدة فحسب۔ (التلخیص الجبیر ج 2 ص 15)

ترجمہ: وتر کی روایات کی کثرت کے باوجود ہمیں معلوم نہیں کہ کسی روایت میں یہ آتا ہو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی صرف ایک رکعت وتر پڑھی ہو۔

2: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن البتداء ان یصلی الرجل رکعة واحدة یوتر بها۔

(التمہید لابن عبد البر ج 5 ص 275)

3: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ما اجزات رکعة واحدة قط۔

(موطا امام محمد ص 150 باب السلام فی الوتر)

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ غیر مقلدین کے پیش کردہ دلائل بہت کمزور ہیں۔ جبکہ ہم نے تعداد رکعات وتر میں جو دلائل پیش کیے ہیں وہ بہت وزنی اور مضبوط ہیں۔ اس لیے اہل السنن والجماعت ان دلائل کے پیش نظر تین رکعات وتر کے قائل ہیں اور تین سے رکعت سے کم وتر کو تسلیم نہیں کرتے۔

ہماری گزارش اہل انصاف سے یہ ہے کہ دلائل کو دیکھتے ہوئے اہل السنن والجماعت کے موقف کو تسلیم فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اتحاد و اتفاق کی دولت نصیب فرمائے اور اہل حق کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامی الکریم